علمی مضامین سلسلہ نمبر ۰۷

''اَلحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تاحال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

جہاد کی قِسمیں

۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ کے بعد نومبر میں حضرتؒ نے یہ مضمون تحریر فرمایا تھا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی صَحَابَتِہِمْ وَاٰلِہِمْ وَمَنِ اتَّبَعَھُمْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنَ اٰمِیْنَ اَمَّا بَعْدُ !

دراصل انسان کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کے بعد سب سے بڑی قیمتی چیز جو عطا فرمائی ہے وہ خود اُس کا وجود ہے اِس لیے اُس وجود کو ختم کرنا خدا کی نعمت کا انکار ہے اور حرام ہے اسی لیے کسی انسان کو یہ حق نہیں کہ وہ دُوسرے کو قتل کرے بلکہ یہ بھی حق نہیں کہ وہ خود اپنے آپ کو مارے اور خودکُشی کر سکے البتہ یہ جان اللہ کی پیدا کردہ ہے تو اُس کے لیے جان دینی اور جان لینی جائز ہے بلکہ بعض اوقات واجب بھی ہو جاتی ہے اور اس سے بڑھ کر فرض بھی ہو جاتی ہے، پس خدا کے لیے جان لینا اور قربان کرنا اسی کا نام ''جہاد'' ہے۔

یا پھر اپنے مال جان اور عزت کی خاطر بھی جان لینی اور دینی شریعت نے جائز قرار دی ہے حدیث شریف میں آیا ہے مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِہٖ فَھُوَ شَھِیْدٌ [1] وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ عِرْضِہٖ فَھُوَ شَھِیْدٌ ترجمہ : ''جو اپنے مال کی حفاظت کی خاطر قتل کر دیا گیا وہ شہید ہے اور جو اپنی آبرو کی حفاظت کی خاطر قتل کر دیا گیا وہ شہید ہے''

---

[1] مشکوۃ شریف کتاب القصاص رقم الحدیث ۳۵۲۹

جیسے حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بات میں اپنی بے عزتی سمجھی کہ یزید کے لیے بیعت قبول کریں وہ فرماتے رہے کہ مجھے یزید کے پاس لے چلو یا مجھے واپس جانے دو یا مملکتِ اسلامیہ کی سرحد پر جانے دو (کہ میں آبادی سے دُور ہو جاؤں اور جہاد ہو تو جہاد کر سکوں) لیکن مدمقابل عبید اللہ بن زیاد نے ایک بھی بات نہ مانی اور کہا کہ پہلے آپ بیعت ہوں پھر دیکھا جائے گا آپ کی عزتِ نفس اس بات پر آمادہ نہ ہوئی اسی بنا پر قتال کی نوبت آئی اور آپ نے مع اپنے بہتّر ساتھیوں کے جامِ شہادت نوش کیا، آپ کا مدینہ منورہ سے سفر کرنا صحیح اسلامی حکومت کے قیام کی نیت سے تھا اور شہادت کے وقت جو بات وجہ شہادت بنی وہ عزتِ نفس تھی۔

(۲) حدیث شریف میں اِرشاد ہے فرمایا گیا کہ حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ . وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے اور اپنا وطن اپنی چیز ہے اس لیے وطن سے دُوسروں کو نکالنے کے لیے جو کوشش کی جائے وہ سب جہاد ہے۔

۱۸۵۷ء سے جو علماءِ کرام اور عوام انگریزی حکومت کے خلاف جدو جہد کرتے رہے، جِلا وطن ہوئے، شہید کیے گئے اور قید و بند کی صعوبتیں اِختیار کیں وہ سب اِسی قبیل سے ہیں اِسی طرح مقبوضہ کشمیر میں ہمارے کشمیری بھائی جو جدو جہد کر رہے ہیں وہ بھی سب جہاد ہے اور جو مسلمان اُس میں کام آرہے ہیں وہ سب شہید ہیں۔

(۳) اگر جہاد سے مقصود تبلیغ دین اَعْلَاءِ کَلِمَۃُ اللّٰہْ یعنی اللہ کے دین کی سر بلندی یا دارُ المسلمین یعنی مسلمانوں کی حکومت کی حفاظت ہو تو وہ ان سب قسموں سے اعلیٰ مقام رکھتا ہے اور خدا کا شکر ہے کہ ہماری قربانیاں جو اِس وقت دی جا رہی ہیں وہ سب اس اعلیٰ قسم میں داخل ہیں، اس قسم کا جہاد نصیب ہونا قسمت ہی کی بات ہے، خدا کا شکر ہے کہ ہم حق پر ہیں حق کے لیے لڑ رہے ہیں اور ہمارا جہاد ''افضل الجہاد'' ہے۔

ہماری اس سعادت کا سہرا دراصل ہمارے محبوب قائد فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کے سر ہے اُن کی جنگی صلاحیتوں کے ساتھ اُن کا تدبر بیدار مغزی موقع شناسی اور باریک بینی نے ہماری افواج عوام اور ملک کی وہ صلاحیتیں اُجاگر کی ہیں جو خود ہم سے بھی پوشیدہ تھیں اور ہمارے ملک کو اِن ہی کی بدولت دُوسرے ممالک میں تاجِ عزت نصیب ہوا ہے، مسئلہ کشمیر کا اِحیاء ہوگیا اور پاکستان کی عظمت دُنیا پر روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگئی، جو کچھ اب تک ہوا وہ ایسا ہوا کہ اس سے بہتر نہیں ہوسکتا یہ انسانی طاقت کی بات نہیں ہے بلکہ یہ محض اللہ کا فضل ہے اور جیسا کہ صدرِ مملکت نے اکتوبر ۱۹۶۵ء کی ماہانہ نشری تقریر میں کہا تھا کہ :

'' ہمیں ایک لمحہ کے لیے بھی خدا کے شکر سے غافل نہ ہونا چاہیے ''

اور نومبر کی تقریر میں فرمایا :

'' اتحاد و اِیمان سب سے بڑی قوت ہے ''

واقعی یہی چیز سب سے قیمتی چیز ہے، صدرِ مملکت اور ہر مسلمان کا سب سے بڑا سرمایہ ہے اور صرف یہی اس عظیم کامیابی کا راز ہے، ہمیں خدا کی ذات سے اُمید ہے کہ وہ ہمیں مزید کامیابیاں اور عزت دے گا۔

کیا جہاد صرف اسلام ہی کا نظریہ ہے ؟

ایک مسلمان کے دل میں یہ خیال آسکتا ہے کہ جہاد کی فضیلت کا عقیدہ صرف اسلام کا بتلایا ہوا ہے یا اور مذہبوں میں بھی ہے ؟ باری تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں ارشاد فرمایا ہے کہ یہ ہمارا وہ وعدہ ہے جو پچھلے انبیاء نے بھی بتلایا تھا ہم نے توراۃ اور اِنجیل میں نازل کیا ہے۔

﴿ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَیْہِ حَقًّا فِی التَّوْرٰۃِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْاٰنِ وَمَنْ اَوْفٰی بِعَھْدِہٖ مِنَ اللّٰہِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِکُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِہٖ وَذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴾[1]

---

[1] سُورۃ التوبۃ : ۱۱۱

''اللہ نے خرید لی مسلمانوں سے اُن کی جان اور اُن کا مال اِس قیمت پر کہ اُن کے لیے جنت ہے، لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں پھر مارتے ہیں اور مرتے ہیں، وعدہ ہو چکا اُس کے ذمہ پر سچا توراۃ اور اِنجیل اور قرآن میں، اور کون ہے قول کا پورا اللہ سے زیادہ، سو خوشیاں کرو اِس معاملہ پر جو تم نے کیا ہے اُس سے اور یہی ہے بڑی کامیابی۔''

لٰہذا یہی عقیدہ یہودیوں کا ہے اور یہی عیسائیوں کا، البتہ اُن کے پاس اصل کتابیں نہیں رہیں یہ لوگ کتابوں میں خورد بُرد و بدل کرتے رہتے ہیں مگر اُن کے پاس کچھ نہ کچھ خاکہ ضرور ہے۔

رہے وہ مذاہب جن کے انبیاء کا پتہ نہیں چلتا اور نہ ہی اُن کے پاس انبیاء کی کتابیں رہیں اور نہ کتابوں کا کوئی خاکہ ہی رہا وہ بت پرستی پتھر اور آگ کی پوجا میں پڑ گئے جیسے ہندو، بدھ وغیرہ تو اُن کا صرف اِتنا عقیدہ رہ گیا کہ انسان کی رُوح فنا نہیں ہوتی کسی اور شکل میں لوٹ کر آجاتی ہے گویا اللہ تعالیٰ نے عالمِ غیب کی جو باتیں انبیائے کرام کی زبانی ہمیں سمجھائی تھیں وہ اُن کے پاس سے ضائع ہو گئیں اور اُن کے وضع کیے ہوئے فرضی اِعتقادات رہ گئے۔

ایک ہندو سے گفتگو :

ایک سفر میں ایک ہندو سے میری بات ہوئی میں نے کہا کہ

''اگر رُوحیں ہی لوٹ کر پھر آجاتی ہیں تو آبادی کیوں بڑھ رہی ہے ؟ ؟ آبادی پہلے جتنی ہی رہنی چاہیے'' ! ! !

وہ اِس کا جواب نہ دے سکا تو میں نے موت کے بعد کا اسلامی عقیدہ سنایا وہ کہنے لگا کہ یہ بات بہت ٹھیک ہے اور اسلام تمام مذہبوں میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ مذہب کی شکل ہے ! !

ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفی ﷺ نے ہمیں بتلایا کہ جو خدا کی راہ میں مارا جاتا ہے وہ ''شہید'' ہے اور وہ ایسے ہی ہے جیسے زندہ ہو اور اُسے بلند درجات عطا ہوتے ہیں اُنہیں زندہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ اُس کی رُوح کو اجازت ہوتی ہے کہ وہ جنت میں جا سکے کھا پی سکے اور عرشِ الٰہی کے سایہ میں رہے قرآنِ کریم کا اِرشاد ہے :

﴿ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ بِمَا اٰتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَنْ لَّاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَاهُمْ يَحْزَنُوْنَ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَالْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ [۱]

''اور ہرگز مت سمجھو اُن لوگوں کو جو مارے گئے اللہ کی راہ میں مردے بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس کھاتے پیتے ،خوشی کرتے ہیں اُس پر جو دیا اُن کو اللہ نے اپنے فضل سے اور خوش وقت ہوتے ہیں اُن کی طرف سے جو ابھی تک نہیں پہنچے اُن کے پاس اُن کے پیچھے سے، اس واسطے کہ نہ ڈر ہے اُن پر اور نہ اُن کو غم ،خوش وقت ہوتے ہیں اللہ کی نعمت اور فضل سے اور اس بات سے کہ اللہ ضائع نہیں کرتا مزدُوری ایمان والوں کی۔''

اس آیتِ مبارکہ میں بتلایا گیا ہے کہ

☆ خدا کی راہ میں شہید ہونے والے کو مردہ نہ سمجھو جیسے کہ تمام مسلمان ہوتے ہیں کہ اُن کی حالت یہ ہوتی ہے کہ اُنہیں نیند کی سی کیفیت دی جاتی ہے اور وقت گزرنے کا جیسے نیند میں پتہ نہیں چلتا ویسے ہی اُنہیں قیامت تک کے وقت کا پتہ نہ چلے گا جبکہ شہداء کی حالت انبیاء اور صدیقین کی طرح ہے اور عام مومنین سے مختلف ہے اُنہیں وقت وغیرہ کا اَندازہ رہتا ہے۔

☆ دُوسری بات یہ بتلائی گئی ہے کہ اُنہیں رزق عنایت ہوتا ہے ! صحاحِ ستہ کی کتاب ترمذی شریف میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہداء کی اَرواح ایک سبز پرندہ میں ہوتی ہے جنت کا پھل کھاتی ہے۔ [۲]

کیونکہ اِنسان کا اصلی جسم قیامت سے پہلے جنت میں نہیں جائے گا اِس لیے قیامت تک کے لیے ایک عارضی جسم عنایت کر دیا جاتا ہے جس سے جنت میں داخل ہو جائے اور سب سے زیادہ آسانی سے اُڑنے والے جسم میں رہتی ہے اِس لیے وہی عنایت کیا جاتا ہے۔

---

[۱] سُورہ اٰلِ عمران : ۱۶۹ تا ۱۷۱ [۲] ترمذی شریف ج ۱ ص ۱۹۷

☆ تیسری یہ بات بتلائی گئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے انعامات پر خوش ہوتے ہیں اور جو لوگ اب تک نہیں آئے اُنہیں یہ شہید خوشخبری پہنچانی چاہتے ہیں کہ ہمیں دو عظیم ترین نعمتیں حاصل ہیں :

(۱) ایک یہ کہ ہم بالکل بے خوف ہیں (۲) دُوسرے یہ کہ ہمیں کوئی حزن وملال نہیں

آپ یہ سمجھیں کہ ''خوف'' کا تعلق آئندہ سے ہوا کرتا ہے کہ آدمی آئندہ کسی بری چیز کے پیش آنے سے ڈرتا ہے اور ''حزن و مَلال'' گزشتہ چیزوں پر ہوا کرتا ہے کہ کیا اچھا ہوتا کہ یوں ہو گیا ہوتا، شہیدوں کو نہ تو قیامت اور اُس کے پیش آنے والے اُمور کا غم ہوتا ہے اور نہ ہی گزشتہ پر مَلال ہوتا ہے کہ ہم نے یہ کیوں نہ کیا۔

☆ چوتھی بات یہ بتلائی گئی کہ وہ اللہ کی نعمتوں اور اُس کے فضل کی خوشخبری بھی اپنے مسلمان بھائیوں کو پہنچانی چاہتے ہیں۔

''نعمتوں'' سے مراد اللہ کی وہ نعمتیں ہیں جو اُنہیں حاصل ہیں اور ''فضل'' سے وہ نعمتیں مراد ہیں جو آگے کو حاصل ہونے والی دولتیں ہیں جن کی کوئی اِنتہاء ہی نہیں۔ یہ شہداء ان دونوں باتوں کی خوشخبری بھی دیتے ہیں (فضل کے معنی ہیں زائد اور اللہ کی طرف سے زائد ملنے کی حد نہیں ہے)۔

دراصل اسلام نے زندگی، موت اور موت کے بعد کی تمام چیزیں جس طرح بیان کی تھیں وہ بعینہٖ آج تک محفوظ ہیں اور سب مسلمانوں کا عقیدہ ہیں، یہی وہ سب سے بڑی چیز ہے جو ایک مسلمان کی دلیری اور غیر مسلم کی بزدلی کا موجب ہے بلکہ اس چیز نے مسلمان کے لیے موت کو محبوب بنا دیا ہے۔

ایک بدوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے ایمان قبول کیا اور ساتھ رہنے لگے پھر عرض کیا کہ میں آپ کے ساتھ چلنا اور ہجرت کرنا چاہتا ہوں ! رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے کسی صحابی کو ہدایت فرمائی کہ ان کا خیال رکھیں۔

جب جنگ ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے مالِ غنیمت تقسیم فرمایا تو وہ غیر موجود تھے (آپ کی عادتِ طیبہ یہی تھی کہ جو موجود نہ ہوتا تھا اُس کا خیال رکھا کرتے تھے) اس لیے اُن کا حصہ اُن کے

ساتھیوں کو دے دیا۔ جب یہ بدوی اپنے ساتھیوں کے پاس آئے تو اُنہوں نے اُن کا حصہ اُنہیں دے دیا پوچھا کہ یہ کیا ہے ؟

ساتھیوں نے جواب دیا کہ یہ وہ حصہ ہے جو جنابِ رسول اللہ ﷺ نے تمہارے لیے رکھا ہے

وہ یہ سامان لے کر رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے

اور عرض کیا کہ یہ کیا ہے ؟ ؟

اِرشاد فرمایا کہ یہ میں نے تمہارا حصہ لگایا ہے۔

یہ صحابی عرض کرنے لگے میں جناب کے ساتھ اس لیے نہیں رہا ہوں بلکہ میں تو اِس لیے ساتھ رہتا ہوں کہ میرے اس جگہ (اپنے حلق کی طرف اشارہ کر کے کہا) تیر لگے اور میں شہید ہو کر جنت میں داخل ہو جاؤں۔

آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے یہ بات سچے دل سے کہہ رہے ہو تو اللہ تعالیٰ اسے سچ کر دکھائے گا۔

تھوڑے ہی دنوں بعد لڑائی ہوئی تو صحابہ کرامؓ ان صحابی کو اُٹھائے ہوئے لائے ،اُن کے عین اُسی جگہ تیر لگا تھا جہاں اُنہوں نے اشارہ کیا تھا !

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا یہ وہی ہے ؟ ؟

عرض کیا گیا کہ وہی ہے ! ! !

آپ نے اِرشاد فرمایا کہ اس نے اللہ تعالیٰ سے سچی بات کہی تھی اللہ تعالیٰ نے اسے سچا کر دکھایا

پھر رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مبارک جبہ میں اُنہیں کفن دیا پھر آگے لٹا کر نمازِ جنازہ پڑھی ،صحابہ کرامؓ نے جو دُعا آپ کی زبانِ مبارک سے سنی اُس میں یہ کلمات بھی تھے کہ

''اے اللہ ! تیرا یہ بندہ تیری راہ میں جہاد کے لیے نکلا اور شہید ہوا میں اس کا گواہ ہوں''[1]

---

[1] نسائی، طحاوی، آثار السنن ج۲ ص ۱۴۱

اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اخلاص میں صحابہؓ کا کوئی ہمسر نہ تھا وہ اس درجہ پاکیزہ باطن اور آخرت سے لگاؤ رکھنے والے تھے کہ اُس کی نظیر ملنی مشکل ہے البتہ اُن کی اقتداء اور اُن کی پیروی کی جاسکتی ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اُن کے نقشِ قدم پر چلائے۔

حضرت عمروؓ جو اُحد میں شہید ہوئے تھے اور حضرت جابرؓ کے والد حضرت عبداللہؓ کے ساتھ دفن کیے گئے تھے وہ اپنے قبیلہ کے سردار تھے اُن کے چار لڑکے شیر سے تھے اُنہوں نے اپنے والد کو جہاد میں شریک ہونے سے منع کیا اور رسول اللہ ﷺ نے بھی ارشاد فرمایا کہ تم پر جہاد ضروری نہیں (کیونکہ وہ ایک ٹانگ سے معذور تھے) حضرت عمروؓ نے عرض کیا کہ مجھے یہ بتلایئے کہ اگر میں خدا کی راہ میں جہاد کروں حتی کہ شہید ہو جاؤں تو کیا میں جنت میں اپنی اِس لنگڑاتی ہوئی ٹانگ سے جاسکوں گا ؟ آپ نے فرمایا ''ہاں'' پھر آپ نے اُن کے بیٹوں سے فرمایا کہ اِنہیں منع نہ کرو، بالآخر وہ جنگ میں شریک ہوئے اور شہید ہوئے، پھر اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اور حضرت جابرؓ کے والد ماجد حضرت عبداللہؓ کو یہ اعزاز عطا فرمایا کہ اُن کے جسم بھی وفات کے بعد صحیح وسالم رہے۔[1]

حدیث شریف میں آتا ہے کہ پھر ایک دن حضرت جابرؓ سے آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے والد کو اللہ تعالیٰ نے بلا حجاب شرفِ ہم کلامی بخشا اور فرمایا کہ مجھ سے مانگ میں دُوں گا۔[2]

ان حضرات کی نظریں آخرت کی طرف اتنی زیادہ تھیں کہ اُن میں سے بہتوں نے زخمی ہونے کی حالت میں پانی بھی نہیں پیا اور وفات پا گئے جس کی ایک وجہ یہ تھی کہ ہر ایک نے ایثار کیا اور یہ چاہا کہ میرے بجائے میرا دُوسرا بھائی پی لے اور دُوسری بات یہ تھی کہ وہ اپنے لیے بلند درجہ کے طالب تھے کیونکہ وہ شہید زیادہ درجہ رکھتا ہے جو زخمی ہونے کے بعد معرکہ ہی میں شہید ہو جائے وہاں سے اُسے اُٹھایا بھی نہ جاسکے اور نہ ہی اُس کی تیمارداری یا مرہم پٹی ہو سکے۔

فتح القدیر ج ۱ ص ۴۷۸ میں بیہقی سے روایت ہے کہ

---

[1] مختصر از شرح مؤطاء ص ۱۰۸، ۱۰۹ [2] ترمذی شریف

''یرموک کے دن ابوجہم اپنے چچازاد بھائی کو زخمیوں میں تلاش کرنے کے لیے نکلے اُن کے پاس پانی پلانے کے لیے مشکیزہ تھا وہ سوچتے تھے کہ اگر بھائی زندہ مل گیا تو اُسے پانی پلاؤں گا اور منہ دھوؤں گا، اُسے بہت زخمی حالت میں پایا تو اس نے پوچھا پانی پلاؤں اُس نے اشارہ کیا کہ ہاں، اتنے میں دُوسرے زخمی کی کراہ آئی بھائی نے اشارہ سے کہا اُس کے پاس جاؤ ! میں نے جاکر دیکھا تو وہ ہشام بن العاصؓ تھے، میں نے اُن سے پوچھا کہ پانی دُوں کہ ایک اور زخمی کی کراہ آئی ہشام نے اشارہ کیا کہ اُسے پانی پلاؤ ! میں اُسے پانی دینے کے لیے بڑھا تو دیکھا کہ اُن کا اِنتقال ہوگیا ! ! میں ہشام کے پاس لوٹ کر آیا تو اُن کی بھی وفات ہو چکی تھی ! ! ! میں اپنے چچازاد بھائی کے پاس واپس آیا تو وہ بھی وفات پا چکے تھے ! ! ! ! ''

اسی قسم کا واقعہ بیہقی اور طبرانی نے حارث بن ہشام، عکرمہ ابن اَبی جہل اور عیاش بن ربیعہ کے بارے میں بھی لکھا ہے۔

سچ بات تو یہ ہے کہ ایسے لوگ کہ جن کا خدا سے ایسا تعلق ہو کبھی ناکام نہیں ہو سکتے۔

۱۳ھ ہجری میں ''اجنادین'' اور ''یرموک'' کے موقع پر کہ جہاں مسلمانوں کی تعداد چالیس ہزار اور کفار کی تعداد دو لاکھ بیس ہزار تھی، حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کو تحریر فرمایا تھا۔

''تم اللہ کے دین کے حامی و مددگار رہو اور جو اللہ کے دین کی مدد کرتا ہے اللہ اُس کی مدد فرماتا ہے اور جو کفر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے چھوڑ دیتا ہے اور رُسوا کرتا ہے اور تم جیسے لوگ کمی کی وجہ سے ہرگز مغلوب نہیں ہو سکتے، ہاں گناہوں کی وجہ سے مغلوب ہو سکتے ہو ! لٰہذا گناہوں سے بچو ! ! ! ! اور ہر افسر اپنے ماتحتوں کی امامت کرے اور نماز پڑھتا رہے'' ! ! ! ! ! [1]

---

[1] البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۵

اِس کے بعد ۲۱ ھجری میں ''نہاوند'' کا معرکہ ہوا جسے مسلمانوں نے ''فتح الفتوح'' کا نام دیا سردارِ لشکر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بنائے گئے ، اس موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کو حکم نامہ بھیجا اُس میں تحریر فرمایا کہ ''اَفسران سپاہ کے ساتھ حسن سلوک کریں اور فرمایا کہ اللہ سے مدد چاہتے رہو اور لَاحَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ کثرت سے پڑھتے رہو۔''[1]

ان دونوں معرکوں میں خداوندِ قدوس نے عظیم کامیابی نصیب فرمائی اور دُشمن طاقتیں آخر کار فنا ہوگئیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی دین پر اِستقامت بخشے اُن کی نقش قدم پر چلائے اور ہمارے لیے ہر قسم کی فتوحات کے دروازے کھول دے، آمین یا اِلہ العالمین۔

(ماخوذ اَز : ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۱۹ر نومبر ۱۹۶۵ء)

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارُالاقامہ (ہوسٹل) اور دَرسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے۔(اِدارہ)

---

[1] جو طاقت ہے وہ صرف اللہ ہی کی ہے اور اُس کی طرف سے ہے، البدایہ ج ۷ ص ۱۰۸